رحمت اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم

شاہ بلیغ الدین

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی چادر دکھا کر عمیر نے پوچھا کہ......اسے پہچانتے ہو......؟ صفوان سمجھ گیا کہ کس کی چادر تھی۔ مگر منہ سے وہ کچھ نہ بولا۔ عمیر بن وَہَبَ نے اس چادر کو فرطِ عقیدت سے چوما، آنکھوں سے لگایا پھر بتایا کہ...... یہ ردائے مبارک جمیل الشیم، شفیع الامم، صاحب الجود والکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے......صفوان! تم بڑے خوش نصیب ہو کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ چادر عنایت فرما کر تمہیں امان دی ہے۔ صفوان بن اُمیہ پوتڑوں کا رئیس تھا۔ بت پرستی اور رنگ رلیوں میں اس کا دل خوب ٹھکتا۔ اسلام سے اسے بیر تھا۔ یہ دشمنی اس وقت اور بھی بڑھی جب جنگِ بدر میں اس کا باپ اُمیہ مسلمانوں کے ہاتھوں مارا گیا۔ پھر تو اس کے سینے میں وہ آگ بھڑکی وہ آگ بھڑکی کہ وہ شہِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے نام سے جلنے لگا اور آپ کی جان کے درپے ہوگیا۔ بڑی کوششوں سے اس نے عمیر بن وہب کو ملالیا۔ زہر میں بجھا ہوا ایک خنجر اسے فراہم کیا۔ بہت سا زرِنقد دیا۔ اس کے بال بچوں کی پرورش کا ذمہ لیا اور اسے اس بات پر آمادہ کرلیا کہ وہ مدینۃ النبی میں کچھ دن کے لیے جارہے گا۔ اور موقع ڈھونڈ کر......خاکم بدہن......رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے ناپاک خنجر کا نشانہ بنائے گا۔

انسانی جان کی بڑی اہمیت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بار بار خبردار کیا ہے کہ محض دشمنی کی بنا پر یا مال ودولت کے لیے کبھی کسی کی جان نہ لینا۔ ہمیں بتایا گیا ہے کہ نماز کے بعد سب سے پہلے خون کے دعوے پیش ہوں گے۔ اگر کسی نے ایک آدمی کو قتل کیا تو گویا اس نے ایک پوری نسل کو ختم کردیا۔ ایک جگہ ارشادِ ربانی ہے کہ...... لَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِی حَرَّمَ اللّٰہُ اِلَّا بِالْحَقِّ......کبھی کسی جان کو جس کا مارنا اللہ نے حرام کردیا ہے ناحق قتل نہ کرنا۔ جو لوگ خاندانی یا سیاسی جھگڑوں کسی اشتعال یا حرص وہوس کی بنا پر اللہ کے بندوں کی جان لیتے ہیں وہ سخت ظالم اور بدذات ہوتے ہیں اللہ نے ان پر لعنت کی ہے۔ توبہ کے دروازے اس نے سب پر کھلے رکھے ہیں لیکن قتل پر توبہ کے دروازے بند ہیں۔ اس لیے کہ اپنے گناہ تو وہ معاف کردیتا ہے لیکن بندوں کے آزار وہ معاف نہیں کرتا۔ سنن ابن ماجہ میں ہے، ایک موقع پر ارشادِ نبوی ہوا کہ ایک مسلمان کے ناحق مارے جانے کے مقابلے میں اللہ کے نزدیک تمام دنیا کا مٹ جانا زیادہ آسان ہے......اس سے بڑھ کر خونِ انسانی کا احترام اور کیا ہوگا؟

طبقاتِ ابن سعد میں ہے کہ عمیر بن وہب مدینہ پہنچے اور کچھ دن وہاں رہے تو ان کے دل کی کیفیت ہی بدل گئی ایک بار چہرۂ انور پر نگاہیں کیا پڑیں کہ دل روشن ہوگیا۔ انھوں نے زہریلا خنجر جانے کہاں پھینک دیا۔ دوڑے دوڑے مسجدِ نبوی پہنچے اور رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دستِ حق پرست پر بیعت کرلی۔ بیعت ہی نہیں کی بلکہ اپنی آمد کی ساری تفصیل بھی کہہ سنائی۔ آپ مسکراتے ہوئے سب کچھ سنتے رہے۔ غم وغصے کا ذرا اظہار نہ کیا۔ ہجرت کے آٹھویں سال اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے لیے نکلے تو عمیر بن وہب بھی ہم رکاب تھے۔ یہاں پہنچ کر رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل مکہ کو امنِ عام عطا فرمایا۔ اس طرح امتِ مسلمہ کو سبق دیا کہ سیاسی جھگڑے ہوں یا عقائد ونظریات کے بکھیڑے اگر عفو درگزر سے کام لیا جائے تو اللہ تعالیٰ خوش ہوتا ہے۔

صفوان بن اُمیہ اور اس کے بہت سے ساتھی اسلامی لشکر کو دیکھ کر ہی مکے سے فرار ہوگئے تھے۔ عام معافی کے باوجود ان گنہگارانِ ازلی کو ہمت نہ پڑتی تھی کہ لوٹ آتے۔ عمیر بن وہب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچ کر عرض کیا کہ...... یا رسول اللہ! آپ کو معلوم ہے کہ صفوان میرا دوست ہے، وہ مارے ڈر کے مکہ چھوڑ کر جدہ چلا گیا ہے۔ رحمت اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ...... تم اپنے دوست کو بلالو! میں نے اسے امان دی! عمیر یہ سن کر نہال ہوگئے۔ عرض کیا کہ...... یا حبیب اللہ! کوئی نشانی عطا ہو کہ اسے دیکھ کر صفوان کو اپنی جاں بخشی کا یقین آجائے۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے جسم اطہر پر سے چادر اتار کر انھیں عنایت فرمائی۔ عمیر دونوں جہاں کی دولت سمیٹ کر سیدھے جدہ پہنچے اور صفوان کو اس کی زندگی کی سب سے بڑی خوشخبری سنائی۔ سیرتِ ابن ہشام میں ہے کہ صفوان جدے سے لوٹا تو سیدھا خدمتِ نبوی میں پہنچا۔ عرض کیا کہ...... مجھے آپ دو مہینے کی مہلت دیں تو میں سوچ لوں کہ مجھے کیا کرنا ہے؟

استیعاب میں ہے ارشادِ نبوی ہوا کہ...... تمھیں چار مہینے کی مہلت ہے۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ صرف یہ کہ اسے مہلت دی بلکہ جنگِ حنین سے لوٹتے ہوئے اسے سو اونٹوں کا فیاضانہ عطیہ بھی دیا تاکہ اسے یقین ہوجائے کہ آپ کے دل میں اس کے خلاف ذرا بھی میل نہیں۔ بات یہ ہے کہ ہمارے دین میں زور اور زبردستی ہے ہی نہیں اگر مسلمانوں نے جبر وکراہ سے کام لیا ہوتا تو سات سو برس حکمرانی کرنے کے بعد آج بھارت میں ایک ہندو نہ دکھائی دیتا۔ ہسپانیہ کی مثال دنیا کے سامنے ہے وہاں بھی ہم نے کوئی آٹھ سو برس تک حکمرانی کی مگر مقامی آبادی کی نسل کشی کا خیال کبھی ہمارے دل میں نہ آیا اور جب ہماری بازی پلٹی تو انہی ناشکروں نے مسلمانوں کے خون سے ایسی ہولی کھیلی کہ آج ہسپانیہ میں ایک مسلمان نہیں ملتا۔ ہمیں رنگ ونسل، زبان ومذہب کے نام پر کسی طرح کا تعصب روا رکھنے کا حکم نہیں۔ اسلام نے محبت اور عافیت کا پیام عام کیا ہے۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوۂ حسنہ یہی ہے۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کرکے صفوان بن امیہ بت پرستی پر قائم رہا۔ یہ اور بات ہے کہ اس کا ضمیر اسے ڈسنے لگا اور زیادہ دن نہیں گزرے تھے کہ وہ ایمان لے آیا (رضی اللہ عنہ) کیونکہ اسے رؤف ورحیم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا لطف وکرم بھولتا نہ تھا۔